دوسرا ہفتہ

(سورۃ البقرہ آیات 284 تا 286 کا ترجمہ وتفسیر)

☆......☆......☆

Study of Selected Text of Holy Quran

نصاب میں شامل سورۃ البقرہ کی آیات کا ترجمہ وتشریح

☆۔ **سورۃ البقرہ کا تعارف:** سورہ بقرہ مدنی ہے اس کی 286 آیات اور 40 رکوع ہیں، قرآنی ترتیب میں یہ سورت دوسرے نمبر پر ہے، یہ سورت پہلے، دوسرے اور تیسرے پارے کے شروع پر محیط ہے، نصاب میں ''ایمانیات'' کے موضوع کی مناسبت سے آخری تین آیات شامل ہیں، بقرہ کا معنی گائے ہے اور پہلے پارے کے آٹھویں رکوع میں گائے کا واقعہ ہے جو کہ حضرت موسیٰؑ کی قوم بنی اسرائیل میں پیش آیا تھا تو اس واقعہ کی مناسبت سے اس سورت کا نام بقرہ رکھ دیا گیا۔

☆۔ **فضائل سورۃ البقرۃ:** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس گھر میں سورۃ البقرہ پڑھی جائے، شیطان اس گھر سے نکل جاتا ہے'' (صحیح مسلم)، نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''الزہراوین (دو چمکانے والی سورتیں یعنی البقرہ اور آل عمران) پڑھا کرو۔ قیامت کے دن وہ اس حال میں آئیں گی جیسے دو بادل یا دو سائبان یا پرندوں کے دو جھنڈ ہیں اور وہ اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے مغفرت کے لئے جھگڑا کریں گی لہذا سورۃ البقرہ پڑھا کرو۔ اسے حاصل کرنا برکت اور چھوڑ دینا حسرت ہے اور باطل قوتیں (جادو وغیرہ) اس کا مقابلہ نہیں کرسکتیں'' (صحیح مسلم)

☆۔ **زمانہ نزول وشان نزول:** مدنی سورتوں میں سب سے پہلی سورت ہے، اگرچہ اس سورت کا بیشتر حصہ ابتدائی مدنی دور میں نازل ہوا تاہم اس کی کچھ آیات بہت بعد کے دور میں نازل ہوئیں مثلاً حرمت سود کی آیات جو 10ھ کے اواخر میں نازل ہوئیں۔

سورۃ البقرہ | آیت نمبر: 284

لِلّٰهِ	مَا	فِيْ	السَّمٰوٰتِ	وَمَا	فِي الْاَرْضِ
اللہ ہی کے لئے	جو	میں	آسمانوں	اور جو	زمین میں

وَاِنۡ	تُبۡدُوۡا	مَا	فِیۡ	اَنۡفُسِکُمۡ	اَوۡ تُخۡفُوۡہُ
اور اگر	تم ظاہر کرو	جو	میں	تمہارے دلوں	یا تم چھپاؤ اسکو
یُحَاسِبۡکُم بِہِ	اللّٰہُ	فَیَغۡفِرُ	لِمَنۡ	یَشَاءُ	وَیُعَذِّبُ
حساب لے گا تم سے	اللہ	پس وہ بخشے گا	جس کو	وہ چاہے گا	وہ عذاب دے گا
مَنۡ یَشَاءُ	وَاللّٰہُ	عَلٰی	کُلِ	شَیۡءٍ	قَدِیۡرٌ
جس کو چاہے گا	اور اللہ	پر	ہر	چیز	قدرت رکھنے والا

سلیس اردو ترجمہ:

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے، اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے تم ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ تم سے اس کا حساب لے گا پھر جسے چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا سزا دے گا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

تفسیر وتشریح:

اس آیت کے نزول پر صحابہ کرامؓ بڑے پریشان ہو گئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! نماز، روزہ، زکوۃ و جہاد وغیرہ یہ سارے اعمال، جن کا حکم دیا گیا ہے، ہم بجا لاتے ہیں کیونکہ یہ ہماری طاقت سے بالا نہیں ہیں، لیکن دل میں پیدا ہونے والے خیالات اور وسوسوں پر تو ہمارا اختیار ہی نہیں ہے اور وہ تو انسانی طاقت سے ہی ماوراء ہیں، لیکن اللہ تعالی نے ان پر بھی محاسبہ کا اعلان فرما دیا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ فی الحال تم ''سَمِعۡنا وَاَطَعۡنا'' ہی کہو۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ کے جذبہ ''سَمِعۡنا وَاَطَعۡنا'' کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالی نے اسے آیت ''لَایُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلا وُسۡعَھَا'' (اللہ تعالی کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا) سے منسوخ فرما دیا (تفسیر ابن کثیر)

صحاح ستہ کی یہ حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے ''اِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَ عَنۡ اُمَّتِیۡ ما حدَّثَتۡ بِیۡ اَنۡفُسُھا مَا لَمۡ تَتکَلّمۡ او تَعمَلۡ بِہ'' (اللہ تعالی نے میری امت سے جی میں آنے والی باتوں کو معاف کر دیا ہے، البتہ ان پر گرفت ہو گی جن کا اظہار زبان سے کر دیا جائے یا ان پر عمل کیا جائے)

اس سے معلوم ہوا کہ دل میں آنے والے خیالات و وسوسہ پر محاسبہ (پوچھ گچھ) نہیں ہو گا، صرف ان پر محاسبہ ہو گا جن پر عمل کر لیں، اس کے برعکس امام ابن جریر طبریؒ کا خیال ہے کہ یہ آیت

منسوخ نہیں ہے کیونکہ محاسبہ، معاقبہ کو لازم نہیں ہے یعنی ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کا بھی محاسبہ کرے، اس کو سزا بھی ضرور دے، بلکہ اللہ تعالیٰ محاسبہ تو ہر ایک کا کرے گا، لیکن بہت سے لوگ ایسے ہوں گے کہ محاسبہ کرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمادے گا بلکہ بعض کے ساتھ تو یہ معاملہ فرمائے گا کہ اس کے ایک ایک گناہ یاد کرا کے ان کا اس سے اعتراف کروائے گا اور پھر فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں ان پر پردہ ڈالے رکھا، جاؤ آج میں ان کو معاف کرتا ہوں۔

اس آیت میں چار اہم نکات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو کہ حسب ذیل ہیں:

☆۔ **ملکیت عامہ اور مکمل اختیار** : "لِلّٰهِ ما فِیْ السَّمَاواتِ وَمَا فِیْ الْأَرْضِ "

آیت کے پہلے حصہ میں ہر چیز کی ملکیت اور اس کے حقیقی مالک کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ صرف اور صرف اللہ ہی کی دائمی ملکیت میں ہے باقی اگر کسی کی ملکیت میں کوئی چیز ہے تو وہ عارضی ہے۔اس لئے ان چیزوں کے مالک کے احکام وہدایات کے مطابق ان کو اپنے استعمال میں لانا چاہئے پھر خالی ملکیت ہی نہیں بلکہ اختیارات بھی مکمل اسی کے پاس ہیں جس طرح کہ ایک اور جگہ فرمایا:"لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ "(الشوریٰ:12)(اسی کے لئے آسمانوں اور زمین کی چابیاں ہیں)

☆۔ **ظاہری اور پوشیدہ عمل کا محاسبہ:**

" وَإِن تُبْدُوا مَا فِیْ أَنفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُم بِهِ اللّٰهُ "

یہاں اس بات کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے کہ کوئی بھی اس مالک حقیقی کی مخلوق میں سے اچھا یا برا عمل کرتا ہے تو وہ اپنے آپ کو اللہ کی نظر سے اوجھل نہ سمجھے بلکہ اللہ تعالیٰ اس کی ہر حرکت کو دیکھ رہا ہے اور صرف دیکھ ہی نہیں رہا بلکہ اس سے اس کام کے متعلق سوال بھی کرے گا لہذا اس محاسبے کے عمل کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھنا چاہئے۔اور یہ محاسبے کا عمل ہمیں بہت سی برائیوں سے روکنے اور اچھائی کرنے پر ترغیب دے گا۔

یہاں پر اللہ تعالیٰ کے علم کی فوقیت اور غلبہ کی طرف بھی اشارہ ہے کہ لوگ ظاہری اعمال کی بنیاد پر تو محاسبہ کر سکتے ہیں اور دلوں میں کیا خیالات جنم لے رہے ہیں ان کا ان کو نہیں پتہ ہوتا جب کہ اللہ تعالیٰ کو دلی اور دماغی پلاننگ اور جنم لینے والے خیالات کا بھی پتہ ہوتا ہے کیونکہ وہ"عَلِيْم بِذَاتِ الصُّدُوْر" ہے۔اور اس کا اعلان ہے کہ:"وَلَقَدْ خَلَقْنَا الاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ "(ہم نے

انسان کو پیدا کیا ہے اور ہم اس کے خیالات کو بھی جانتے ہیں)۔ایک جگہ فرمایا: ’’اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ‘‘(البقرہ:77)(بیشک اللہ جانتا ہے جو وہ مخفی رکھتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں)

☆۔ **مغفرت اور عذاب کا انحصار مشیئت الٰہی پر:**

’’فَیَغْفِرُ لِمَن یَشَاءُ وَیُعَذِّبُ مَن یَشَاءُ ‘‘

آیت کے اس جملہ میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ عام اصول کے مطابق گناہوں کے بدلے عذاب سے دوچار ہونا اور نیکیوں کے بدلے مغفرت سے نوازے جانے کا اصول ہے مگر اس کی بناء پر جنتی یا جہنمی ہونے کا قاعدہ نہیں بنایا جاسکتا بلکہ گناہوں سے بچ کر زندگی گزارنے اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کرنے کے باوجود اللہ سے اس کی رحمت اور فضل کی درخواست کرنی چاہیئے۔ نیز مغفرت کا معیار بیان کرتے ہوئے فرمایا : ’’فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ لَھُمْ مَغْفِرَۃ ‘‘(الحج:50)(پس جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے ان کے لئے معافی ہے)

اعمال صالحہ اور نیت کی قدر و قیمت دیکھ کر اللہ جس کو چاہے معاف کرسکتا ہے اور جس کو چاہئے سزا دے سکتا ہے کسی کو مداخلت کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

☆۔ **قدرت الٰہی کا تذکرہ:’’ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ‘‘**

آیت کے اس آخری جملہ میں اللہ جل شانہ کی قدرت کا تذکرہ ہے کہ ہر چیز اس کی طاقت وقدرت میں ہے،اس مختصر جملے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی بہت بڑی طاقت کا اظہار کردیا ہے کہ کوئی بھی چیز جتنی مرضی بڑی اور طاقت مند ہے مگر وہ اللہ کی طاقت وقدرت کے مقابلے میں صفر ہے۔اور یہی وہ احساس ہے جس کے پیدا ہوجانے سے تکبر اور فخر ختم ہوجاتا ہے اور عاجزی وانکساری پیدا ہوجاتی ہے۔

سورہ البقرہ | آیت نمبر:285

اٰمَنَ	الرَّسُوْلُ	بِمَا	اُنْزِلَ	إِلَیْهِ	مِنْ
ایمان لایا	رسول	جو کچھ	نازل کیا گیا	اس کی طرف	سے
رَّبِّهٖ	وَالْمُؤْمِنُوْنَ	کُلٌّ	اٰمَنَ	بِاللّٰهِ	وَمَلٰٓئِکَتِهٖ
اس کے رب	اور مسلمان	سب	ایمان لائے	اللہ پر	اور اس کے فرشتوں پر
وَکُتُبِهٖ	وَرُسُلِهٖ	لاَ	نُفَرِّقُ	بَیْنَ	أَحَدٍ

اوراس کی کتابوں پر	اوراس کے رسولوں پر	نہیں	فرق کرتے	درمیان	کسی ایک کے
مِّنْ	رُّسُلِه	وَقَالُوْا	سَمِعْنَا	وَأَطَعْنَا	غُفْرَانَک
سے	اس کے رسولوں	اور کہا انہوں نے	سن لیا ہم نے	اوراطاعت کرلی	آپ بخش دیں

رَبَّنَا	وَإِلَيْکَ	الْمَصِيْر
رب ہمارے	اور تیری طرف	لوٹ کر جانا

سلیس اردو ترجمہ:

رسول پر جو کچھ اس کے رب کی طرف سے نازل ہوا، اس پر وہ خود بھی ایمان لایا اور سب مومن بھی ایمان لائے یہ سب اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے (اور کہتے ہیں کہ) ہم اللہ کے رسولوں میں سے کسی میں بھی تفریق نہیں کرتے۔ نیز وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ کے احکام سنے اور ان کی اطاعت قبول کی۔ اے ہمارے رب ہم تجھ سے بخشش طلب کرتے ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔

تفسیر وتشریح:

سورہ بقرہ کی اس آیت میں ایمانیات اور دیگر کئی اہم مباحث کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

☆۔ رسول نے اپنے اوپر نازل کردہ ہر حکم کو تسلیم کرلیا:

(آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ)

آیت بالا کے اس جملہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر اللہ تعالی کی طرف سے جو کچھ بھی نازل کیا گیا ہے رسول ﷺ نے اس کو تسلیم کرلیا ہے، یعنی رسول ﷺ پر وحی نازل کی گئی تھی جس کی عام طور پر دو ہی شکلیں ہوتی ہیں مثلاً: وحی متلو (قرآن) اور وحی غیر متلو (حدیث) رسول اکرم ﷺ نے اپنے رب کی کی طرف سے نازل کردہ وحی کے ہر حکم کو مان لیا۔

☆۔ ایمانیات (عقیدہ توحید، ایمان بالملائکہ، ایمان بالکتب، ایمان بالرسل):

(وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلآئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ)

ایمانیات کی مناسبت سے مختصر مگر جامع گفتگو کافی ہے۔

☆۔ بحیثیت رسول اور نبی کسی کی تکریم میں کوئی فرق نہیں کرتے:

(لاَ نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ)

امت محمدیہ کا یہ اعزاز رہا ہے کہ انہوں نے سابقہ امتوں (یہودی، عیسائی) کی طرح صرف اپنے رسول یا نبی ہی کو ماننا اور دوسروں کا انکار کرنے والی روش نہیں اپنائی بلکہ وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کو ماننے کے ساتھ ساتھ سابقہ تمام انبیاء اور رسولوں کی نبوت ورسالت پر ایمان لاتے ہیں، عزت وتکریم کے معاملے میں کسی بھی نبی یا رسول میں کمی نہیں کرتے، باقی جو فرق فطرتی اور اللہ کی طرف سے ہے مثلاً: "تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ" اس کو بھی ملحوظ رکھتے ہیں۔ البتہ اطاعت واتباع کے معاملے میں نجات اور کامیابی کا انحصار اب صرف آخری نبی اور رسول کی اطاعت و اتباع میں ہے لہذا اسی کی تعلیمات پر عمل کرنا چاہیے۔

☆۔ صحابہ کرامؓ کے جذبہ اطاعت کا اظہار: (وَقَالُواْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا)

یہاں پر صحابہ کرامؓ کے جذبہ اطاعت کا اظہار یوں کیا جا رہا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کا کوئی بھی حکم ہو تو وہ سماعت کے بعد یوں کہتے ہیں کہ بس آپ یقین کر لیں کہ ہم نے جو کچھ بھی سنا ہے اس پر عمل کر چکے ہیں یعنی سستی، لاپرواہی اور تکبر کی بناء پر حکم وحی پر عمل نہ کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ صحابہ کرام کے برعکس آج ہم اللہ اور رسول ﷺ کی بات بعض دفعہ سن کر اس پر اپنے امام یا بزرگ کی بات کو ترجیح دیتے ہیں۔ جو کہ درست نہیں ہے۔ جب اللہ اور رسول کا کوئی حکم آ جائے تو اس حکم کے مقابلے میں خواہشات، والدین، اولاد، عزیز واقارب اور امام وبزرگ سب کے احکام کو پس پشت ڈال کر صرف اور صرف اللہ اور رسول کے حکم کو اپنانا لازمی ہے۔

☆۔ بخشش کا مطالبہ کرنا: (غُفْرَانَكَ رَبَّنَا)

فطرتی بات ہے کہ جب انسان کسی کی اطاعت دل و جان سے کرتا ہے تو پھر کسی انعام اور بدلہ کا بھی مطالبہ کرتا ہے۔ تو صلحاء و اولیاء نے حکم وحی کی اطاعت وفرمانبرداری کے مقابلے میں جس بدلے کا ہمیشہ سے مطالبہ کیا ہے وہ صرف اور صرف بخشش الٰہی اور اللہ کی رضا وقربت کا حصول ہے۔

☆۔ عقیدہ آخرت کا اقرار واظہار کرنا: (وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ)

آیت بالا کے ان آخری الفاظ میں عقیدہ آخرت کا اقرار اور اظہار کیا جا رہا ہے کہ جو لوگ اللہ اور رسول کی بات کو مان لیتے ہیں پھر وہ اس زندگی کو دائمی اور آخری زندگی سمجھ کر اپنی مرضی سے نہیں

گزارتے بلکہ اللہ اوراس کے رسول کی دی ہوئی تعلیمات کے مطابق گزارتے ہیں اوراس کی عدالت میں پیش ہونے کے یقین اور ڈر اس قدر ان پر غالب ہوتا ہے کہ وہ اس دنیا کی زندگی میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کا بہت لحاظ رکھتے ہیں۔

سورہ البقرہ | آیت نمبر:286

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ	نَفْسًا	اِلَّا وُسْعَهَا	لَهَا	مَا كَسَبَتْ	وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ
اللہ تکلیف نہیں دیتا	کسی نفس کو	مگراس کی طاقت کے مطابق	اسی کے لئے ہے	جواس نے (بھلائی) کمائی	اوراس پر(وبال) ہے جو(برائی) کمائی

رَبَّنَا	لَا تُؤَاخِذْنَا	اِنْ	نَّسِيْنَا	اَوْ	اَخْطَاْنَا
اے رب ہمارے	نہ توں پکڑ کر ہماری	اگر	بھول جائیں ہم	یا	ہم خطا کریں

رَبَّنَا	وَلَا تَحْمِلْ	عَلَيْنَا	اِصْرًا	كَمَا	حَمَلْتَهٗ
اے رب ہمارے	اورنہ توں ڈال	ہم پر	بوجھ	جیسا کہ	توں نے اس کوڈالا

عَلَى	الَّذِيْنَ	مِنْ	قَبْلِنَا	رَبَّنَا	وَلَا تُحَمِّلْنَا
پر	جولوگ	سے	ہم سے پہلے	اے رب ہمارے	اورنہ توں اٹھواہم سے

مَا	لَا طَاقَةَ	لَنَا	بِهٖ	وَاعْفُ	عَنَّا
جو	نہیں طاقت	ہم میں	اس کو	اوردرگزرکر	ہم سے

وَاغْفِرْ لَنَا	وَارْحَمْنَا	اَنْتَ	مَوْلٰىنَا	فَانْصُرْنَا	عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ
اوربخش ہمیں	اوررحم فرماہم پر	آپ	ہمارے مددگار	پس مددفرماؤہماری	کافرقوم کےخلاف

سلیس اردو ترجمہ:

اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، اگر کوئی شخص اچھا کام کرے گا تو اسے اس کا اجر ملے گا اور اگر برا کام کرے گا تو اس کا وبال بھی اسی پر ہے۔ اے ہمارے رب اگر ہم بھول گئے ہوں یا خطا کی ہو تو ہمیں نہ پکڑنا، اے ہمارے رب ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا، اے ہمارے رب ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں طاقت نہ ہو اور ہم سے درگزر فرما، ہمیں بخش دے

اور ہم پر رحم فرما، توں ہی ہمارا مالک ہے، ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما۔

تفسیر وتشریح:

سورہ بقرہ کی اس آیت میں کئی اہم پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ: طاقت سے زیادہ مجبور نہ کرنے کا وعدہ الٰہی، التجاء عدم مواخذہ، اپیل برائے طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے، مغفرت، رحم اور نظر انداز کی درخواست، اقرار حقیقی مددگار، کافروں کے خلاف مدد کی اپیل۔

☆۔ **طاقت سے زیادہ مجبور نہ کرنے کا وعدہ الٰہی:**

"لاَ يُكَلِّفُ اللّهُ نَفْساً إِلاَّ وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ"

آیت مذکور کے اس جملہ میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس بات کی یقین دہانی کروا رہا ہے کہ آپ کی استطاعت اور ہمت سے زیادہ کام کرنے کا اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی نہیں کہے گا، یعنی اگر آپ میں ایک دن بھوک برداشت کرنے کی طاقت ہے تو اللہ نے ایک دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے، آپ میں نماز کھڑے ہوکر پڑھنے کی طاقت ہے تو کھڑے ہوکر پڑھو نہیں تو بیٹھ کر یا لیٹ کر پڑھ لو، آپ کے پاس دولت نصاب کے مطابق ہے تو زکوۃ کی ادائیگی کا حکم ہے، الغرض تمام معاملات میں نرمی اور آسانی انسانی استطاعت کے مطابق پیدا کی ہے، نیز ہر انسان جو بھلائی کرے گا وہی اس کی جزاء کا حق دار ٹھہرے گا اور جو گناہ کا ارتکاب کرے گا وہ اس کے وبال کو بھگتے گا، اللہ کی عدالت میں عدل وانصاف ہوگا وہاں ایک کے گناہ کی سزا دوسرے کو نہیں دی جائے گی۔

فرمان الٰہی کا ترجمہ ہے: ''کوئی کسی دوسرے (کے گناہوں) کا بوجھ نہیں اٹھائے گا''

☆۔ **التجاء عدم مواخذہ:** " رَبَّنَا لاَ تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا "

سب سے پہلے اس آیت میں مسلمانوں کی طرف سے یہ التجاء کی گئی ہے کہ اے ہمارے پروردگار اگر ہم بھول کر یا جان بوجھ کر کسی گناہ کا ارتکاب کرلیں تو ہماری پکڑ نہ کر، یہ التجاء اللہ کو اس یقین اور ایمان کے ساتھ کی جارہی ہے کہ وہ بہت بڑا ہے اور سخت قسم کی رنگے ہاتھوں پکڑ کرنے پر قادر ہے ''اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْد'' (بیشک تیرے رب کی پکڑ سخت ہے)۔ اس لئے اپنی رسوائی وذلت سے بچنے کی التجاء کی جارہی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''میری امت سے خطاونسیان کو معاف کردیا گیا ہے'' (الحدیث)

☆۔ **اپیل برائے، طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے:**

"رَبَّنَا وَلاَ تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْراً كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِيْنَ مِن قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلاَ تُحَمِّلْنَا مَا لاَطَاقَةَ لَنَا بِهِ"

آیت کے اس جملہ میں اس بات کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے کہ اے ہمارے پالنے والے رب ہم کمزور ہیں اس لئے ہماری طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈال جیسے توں نے پہلی امتوں پر ڈالا تھا۔ یہی وجہ کہ اللہ تعالی نے بہت سی سہولتیں ہمیں عطا فرمادی ہیں مثلاً اگر ہم وضو نہیں کرسکتے تو تیمّم کی سہولت دے دی، کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ اور لیٹ کر پڑھنے کی اجازت دے دی، مال غنیمت اور صدقات وخیرات کو استعمال کی اجازت عنائیت فرمادی، ہر جگہ ادائیگی نماز کی سہولت دے دی وغیرہ۔

واضح رہے کہ اس جملہ میں بوجھ سے مراد سخت قسم کے شرعی احکام ہیں: جیسے بچھڑے کی پرستش کرنے والوں کی توبہ صرف قتل سے قابل قبول ہونا، یہود میں صرف قصاص تھا، دیت یا معافی کی صورت نہ تھی، ان پر زکوۃ چوتھا حصہ تھی، کپڑے پر اگر پیشاب لگ جاتا تو اسے کاٹنا پڑتا تھا وغیرہ وغیرہ۔

☆۔ **مغفرت، رحم اور نظرانداز کی درخواست:" وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا "**

اس جملہ میں اللہ تعالی سے تین مختلف الفاظ کے ساتھ درخواست کی جارہی ہے کہ اے اللہ جو ہم گناہ کررہے ہیں ان سے درگزر فرما، جو کر چکے ہیں وہ معاف کردے اور آئندہ کی زندگی پر رحم فرما کر ہمیں نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرما۔ یہ تب ہے جب مسلمان اعمال صالحہ کرنے کے بعد دعائیں کرتے تھے مگر آج نیکیوں کے بغیر ہی زبانی کلامی معافی کا رواج چل پڑا ہے۔

☆۔ **اقرار حقیقی مددگار:"أَنتَ مَوْلاَنَا"**

ان الفاظ میں اس بات کا اقرار اور اظہار کیا جارہا ہے کہ اے ہمارے مولی توں ہی حقیقی مددگار ہے اس لئے ہماری ہر جگہ مدد فرما۔ اس جملہ میں مدد کے اصلی مرکز ومحور کا بیان کیا جارہا ہے کہ وہ صرف اللہ کی ذات ہے لہذا اس کو چھوڑ کر کسی اور سے مدد کا مطالبہ کرنا خلاف توحید ہے۔

☆۔ **کافروں کے خلاف مدد کی اپیل:" فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ"**

اس جملہ میں کافروں کے خلاف فتح کی اپیل کی جارہی ہے کہ کافر قوم پر ہمیں ہر طرح کا غلبہ عطاء فرما۔ اور اس غلبہ میں معاشی، نظریاتی، تہذیبی، ثقافتی، سیاسی اور عسکری الغرض غلبہ اور ہر میدان میں ان پر فوقیت وکامیابی مراد ہے۔

☆۔ **نوٹ:** سورہ بقرہ کی آخری آیات کی مختلف احادیث میں بہت فضیلت واہمیت بیان کی گئی ہے مثلاً: نبی ﷺ نے فرمایا: جوشخص سورہ بقرہ کی آخری دوآیتیں رات کو پڑھ لیتا ہے تو یہ اس کو کافی ہوجاتی ہیں (صحیح بخاری) ایک حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ کو معراج کی رات جو تین چیزیں ملیں، ان میں سے ایک سورہ بقرہ کی آخری دوآیات ہیں (صحیح مسلم) بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ: سورہ بقری کی آخری آیات آپ ﷺ کو ایک خزانے سے عطا کی گئیں جو عرش الٰہی کے نیچے ہے اور یہ آیات کسی اور نبی کو نہیں دی گئیں۔